

## پلیگ ڈاکٹر

صرف چار سو سال پہلے، 1630 میں دنیا میں پلیگ نامی وباء نے بھر پور جملہ کر رکھا تھا۔ اس وقت مریضوں کا کیا علاج ہوتا تھا اور کیا طبی سہولتیں موجود تھیں، انکا ذکر کرنا عبث ہے۔ کیونکہ کچھ بھی نہیں تھا۔ اس سے پہلے بھی یورپ بلکہ پوری دنیا میں متعدد بار مختلف بیماریاں بر بادی پھیلا چکیں تھیں۔ چھٹی صدی کے وسط سے تذکرہ شروع کریں، اور آگے چلتے جائیں تو مختصر سے وقہ کے بعد، کوئی نہ کوئی بیماری وارد ضرور ہوتی تھی۔ چودھویں صدی میں ”بلیک پلیگ“ نے دنیا میں نوکر وڑ سے لیکر بیس کروڑ افراد کو موت سے ہمکنار کیا تھا۔ اس بیماری کے علاج کیلئے ڈاکٹروں کا ایک خاص طبقہ میدان میں اترتا تھا۔ انہیں پلیگ ڈاکٹر کہا جاتا تھا۔ یہ حد درجہ مختصر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ مریض کو چھوٹے نہیں تھے۔ بلکہ انکے پاس ایک چھڑی ہوتی تھی۔ اس سے مریض کے جسم کے مختلف حصوں کا معاونت کرتے تھے۔ انکا لباس بھی حد درجہ عجیب ہوتا تھا۔ اگر دور سے دیکھا جائے تو یہ ایک پرندہ نظر آتے تھے۔ ایک لمبا سا چوغہ پہننے تھے۔ سر پر ایک خود پہن لیتے تھے۔ اس میں آنکھوں کے سامنے شیشہ لگا ہوتا تھا۔ مونہہ کے سامنے ایک لمبی سی چونچ ہوتی تھی۔ جس میں گھاس اور مختلف نباتات بھرے ہوتے تھے۔ خیال تھا کہ اس طرح بیماری کے جرا شیم انکے نزدیک نہیں پہنچ سکیں گے۔ کیونکہ ماضی میں سائنس اس درجہ عروج پر نہیں تھی، اسلیے انہیں اکثر وباء گھیر لیتی تھی۔ مگر اپنے بچاؤ کیلئے وہ اہتمام ضرور کرتے تھے۔ حکومتیں پلیگ ڈاکٹروں کی آزاد حفاظت اور قدر کرتی تھیں۔ انکوئی گنازیادہ تنخواہ اور مراعات دی جاتی تھیں۔ ڈاکواپنی حفاظت کیلئے انہیں انغواء کر لیتے تھے۔ اس صورت میں حکومتیں تاوان ادا کر کے انہیں واپس لے آتی تھیں۔ 1650 میں بارسلونا کی حکومت نے دو پلیگ ڈاکٹروں کی رہائی کیلئے خلیفہ قیمت ادا کی اور انہیں ڈاکوؤں سے واپس لاایا گیا۔ یہ تو خیر محض چار صدیاں پہلے کی بات ہے۔ اس سے بھی بہت پہلے، چودھویں صدی میں پلیگ ڈاکٹروں کی تنخواہ عام طبیبوں سے چار گنازیادہ تھی۔ عرض کرنے کا سادہ سا مقصد ہے۔ سینکڑوں برس پہلے، ماضی کی حکومتیں لوگوں کو وباء سے بچانے کیلئے جو کر سکتی تھیں، کرتی تھیں۔ اس زمانے کے علوم کے حساب سے یہ ڈاکٹر بیماری سے لڑنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسکے نتائج کیا ہوتے تھے، اس پر دو متصاد رائے ہو سکتی ہیں۔ اپنے نظام اور وسائل کو استعمال کر کے عام لوگوں کو محفوظ رکھنے کی بہر حال کوشش ضرور کی جاتی تھی۔ ڈاکٹروں کی ہر طریقے سے قدر کیجا تی تھی۔

”پلیگ ڈاکٹر“، کو طالب علم صرف استعارہ کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ شائد مثال اور استعارہ کے درمیان کوئی ملی جلی سی چیز ہے۔ مقصد، صحت کے شعبہ کی زبوں حالی اور اس سے نسلک ڈاکٹر اور شٹاف کی ناقد ری اُجاگر کرنا ہے۔ کیا آپ جاننا چاہیں گے کہ مختلف جماعتیں کے قائدین جو آج گلا پھاڑ پھاڑ کر موجودہ کرونا کی وباء پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ انکے دور میں بجٹ کا کتنے فیصد صحت کیلئے مختص تھا۔ ورلڈ بینک کے تجزیے کے مطابق، گزشتہ پچیس تیس برس ہر پاکستانی کیلئے صرف پانچ دس ڈالر خرچ ہوتے رہے۔ اسکے مقابلے میں انہیانی ترقی پذیر ملک اپنی عوام پر ہم سے کئی گنازیادہ خرچ کرتے رہے۔ بھوٹان نوے ڈالرنی کس کے حساب سے خرچ کرتا رہا۔ یہ تناسب قابل شرم ہے اور عبر تناک بھی۔ مختلف صوبوں میں صحت کے حوالے سے جو رقم خرچ ہوتی رہی، اس میں بین الاقوامی گرانٹ ملک کر بھی

تناسب کسی بھی طریقے سے قبل فخر نہیں۔ ولڈینک اور دیگر اداروں کی روپورٹس کے مطابق صوبوں کے پاس صحت کے شعبہ میں وہ مشینزی ہی نہیں، جو خصوصی رقم کو خرچ کرنے کی اہمیت رکھتی ہوں۔ یہ معاملات آج بھی جوں کے توں ہیں۔ اعداد و شمار استعمال کر کے آپکو ذہنی طور پر بوجھل نہیں کرنا چاہتا۔ مگر مقصد صرف یہ ہے کہ صحت کا شعبہ کبھی بھی کسی بھی حکومت میں وہ اہمیت حاصل نہیں کر سکا جو دراصل اس کا منصب ہے۔ گزشتہ پندرہ بیس برسوں میں چند لفظ یا جملے تو اتر کے ساتھ استعمال ہوتے رہے۔ یہ تھے، Health Reforms۔ یعنی صحت کے شعبہ میں اصلاحات۔ جس سیاسی رہنمای کو موقعہ ملا، اس نے ڈگلزگی بجا کر لوگوں کو نئے جملوں سے بیوقوف بنانے کی بھروسہ کو شکش کی اور اس میں کامیاب بھی رہا۔ ہمارے صوبے یعنی پنجاب میں سابقہ وزیر اعلیٰ کی پریس کانفرنسوں کا تجزیہ کریں۔ ششدروہ جائیگے کہ ریفارمز کے نام پر صحت کا جو سابقہ معمولی ساناظام تھا، اسکو بھی داؤ پر لگا دیا گیا۔ بورڈ آف گورنر زبان کر فیصلہ سازی کے عمل کو اتنا پیچیدہ بنادیا گیا کہ ہسپتاں میں روزمرہ کام ہونا بھی مشکل ہو گیا۔ پھر اعلانات اس طرح کیے، کہ جناب ہم سرکاری ہسپتاں کو مالی طور پر خود مختار اور اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حکومتی گرانٹ کے بغیر، کوئی بھی سرکاری ہسپتال خود فیل نہیں ہو سکا۔ لفظوں کے ہیر پھیر سے عجیب و غریب مغالطے پیدا کیے گئے۔ سی ای اور یا چیز میں بورڈ آف گورنر جیسے شاندار القاب استعمال کیے جانے لگے۔ مگر عملاً ہسپتاں میں عام آدمی پہلے بھی رُل رہا تھا اور آج بھی بر باد ہو رہا ہے۔ صرف پنجاب کی بات نہیں۔ تمام صوبوں نے صحت کے شعبوں میں لفاظی اور اعداد و شمار کی خوش نمائی کو وظیرہ بنائے رکھا۔ نتیجہ بالکل سامنے ہے۔ سرکاری ہسپتال صرف اور صرف اس طبقے کیلئے رہ گئے ہیں، جو کسی بھی طریقے سے مالدار نہیں ہے۔ غریب ہسپتال، غریب لوگ اور طبقاتی فرق، صحت کے شعبہ میں آج بھی سب کے سامنے ہے۔ ہاں، اگر کوئی یہ فرمائے کہ گزشتہ دو سال میں اس شعبہ میں بہتری آئی ہے تو اسکے سامنے بھی اعداد و شمار کے جانے چاہیے۔ بلکہ اعداد و شمار کیوں، انہیں سرکاری ہسپتاں کی حالت زار دکھانی چاہیے۔ زمینی حقوق جس طرح پہلے تھے، آج بھی وہی ہیں۔ کسی قسم کی کوئی ترقی کا سفر نظر نہیں آسکا۔

ہاں، ایک فرق ضرور ہے۔ ہماری سابقہ حکومتیں تاثر یہ دیتی تھیں کہ کام بہت ہو رہا ہے۔ پھر تیاں بہت تھیں۔ پروپیگنڈے کے زور پر قیامت برپا کر کر کی تھی۔ ایسے لگتا تھا کہ اب امریکہ اور لندن سے لوگ، لا ہو رآ کر علاج کروائیں گے۔ مگر جب پرداہ گرا، تو معلوم ہوا کہ واہ، یہ تو معاملہ پہلے جیسا ہی ہے۔ یا شائد اس سے بھی بدتر ہو چکا ہے۔ ہاں، ایک اور بات، مالیاتی کر پشن کو سرکاری کاغزوں میں ملفوظ کر کے جائز بنادیا گیا۔ بتایا گیا کہ دنیا کا جگر کی بیماری کیلئے بہترین جدید ہسپتال بن رہا ہے۔ لا ہو رکی عرض کر رہا ہوں۔ جب اس پر اخراجات کو دیکھا گیا تو سب کے ہوش اڑ گئے۔ حتیٰ کے چیف جسٹس آف پاکستان کو بھی گریہ کرنا پڑا، کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ ذاتیات میں جائے بغیر، صرف غیر جانبدارانہ طریقے سے تجزیہ کر لجھتے۔ معدرات کے ساتھ، اصلاحات کے نام پر بہتی گنگا میں سب نے ڈکیاں لگائیں۔ میرے جیسے افسروں نے بھی سیاستدانوں نے بھی اور ٹھیکیے داروں نے بھی۔ پسیے کی گنگا جل کو جب روکا گیا تو فرمایا گیا کہ ترقی کے سفر میں رخنہ ڈالا جا رہا ہے۔ بہر حال پروپیگنڈے کے زور پر ذہنوں میں صحت کے شعبہ میں ایک ایسا سنہری خواب بُنا گیا، جسکی بھیانک تعبیر آج ہم سارے بھگت رہے ہیں۔ سارے صوبوں میں ایک جیسے حالات تھے اور ہیں۔ مگر پنجاب میں ڈھنڈوڑہ سب سے زیادہ

پیاگیا۔ اب کرونا کی وباء آئی ہے، تو صحت کا تمام نظام برہنہ ہو کر سب کے سامنے آگیا ہے۔ اب تو کوئی بات کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ اس وباء کے حوالے سے پنجاب کے موجودہ وزیر اعلیٰ کے متعلق جتنی کم بات کی جائے، بہتر ہے۔ اُنکے اندر، ایک متحرک لیدر بننے کے وہ اجزاء ہی موجود نہیں ہیں جن سے عام انسان سوچ سکے کہ ہاں، بہتر کام ہو رہا ہے۔ یا کم از کم کوشش ہو رہی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ایک اچھے انسان ہوں۔ مگر اچھا آدمی ہونے سے بہتر فعال قائد ہونا ہے۔ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں، کہ خان صاحب نے اپنی سیاست بر باد کر لی۔ مگر پنجاب میں متحرک قیادت فراہم نہ کر پائے۔ خیر چھوڑ یے۔ اسکا کیا ذکر کرنا۔ صرف افسوس ہوتا ہے۔ بلکہ اب تو وہ بھی نہیں ہوتا۔

موجودہ صورتحال میں کرونا وباء نے ہم سب کو بڑی طرح متاثر کیا ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ، اس بیماری نے ہمارے صحت کے نظام کو بے لباس کر کے سب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ روزانہ بتایا جاتا ہے کہ آج ایک ہزار یا پندرہ سو مریضوں کیلئے Quartine Centre بنادیا گیا ہے۔ اس اعلان کے بعد جب عالمی سطح پر موجود معیار کو دیکھا جائے تو اتنا منقی فرق نظر آتا ہے کہ دل بجھ جاتا ہے۔ ہم کیا کر رہے ہیں۔ محض ایک بڑے ہال میں فاصلوں پر بستر لگاتے ہیں۔ طبی عملہ کو تعینات کرتے ہیں اور لوگوں کو قید یا بند کرنے کی جگہ کو سینٹر قرار دے دیتے ہیں۔ یہاں بین الاقوامی سطح کی کون کون سی سہولیات موجود ہیں۔ طبی آلات کتنے ہیں۔ اس پر کوئی بات نہیں ہوتی نہ ہی بتایا جاتا ہے۔ نجی شعبہ اس وقت مکمل لوٹ مار میں مصروف ہے۔ لا ہو رکی چند لیبارٹریاں کرونا ٹیسٹ کیلئے آٹھ ہزار روپیہ لے رہی ہیں۔ یہ ٹیسٹ جسے مکمل طور پر مفت ہونا چاہیے، صرف مالدار طبقے کیلئے مختص ہو چکا ہے۔ سفید پوش آدمی اتنا ہنگامہ ٹیسٹ کیسے کرو سکتا ہے، اسکا جواب طالب علم کے پاس ہرگز نہیں ہے۔ بہر حال جہاں ہر چیز پر سچ بولنا منوع ہے، وہاں، ان سینٹرز اور لیبارٹریوں پر بات کرنی بھی عبث ہے۔ مگر میں، ڈاکٹروں اور نرسوں کی ہمت کی داد دیتا ہوں۔ یہ نوجوان بچے اور بچیاں انتہائی زبوں حالی میں کرونا کے مریضوں کو ٹھیک کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ صدیوں پہلے، جو حفاظتی چونچ والا لباس، پلیگ ڈاکٹروں کو دیا جاتا تھا، وہ شائد بہتر تھا۔ انہیں بنیادی حفاظتی لباس کسی صورت نہیں دیے گئے۔ تمام طبی عملے کو بین الاقوامی سطح کا حفاظتی لباس کب سو فیصد میسر ہو گا۔ اسکے متعلق کوئی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صدیوں پہلے، پلیگ ڈاکٹروں کی تنخواہ چار گنا ہوتی تھی۔ آج اگر یہ ذکر کروں کہ ان ڈاکٹروں اور نرسوں کی تنخواہ میں صدیوں پہلے کے فارمولے کے مطابق اضافہ کر دیں تو کوئی جواب نہیں ملے گا۔ ہمارا صحت کا شعبہ کیا اور ہماری ترجیھات کیا۔ ہم تو اپنے نوجوان ڈاکٹروں اور سٹاف کی پلیگ ڈاکٹرز جتنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے!

راو منظر حیات